بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کی مشہور

تفسیر بیان القرآن

کی تسہیل اور اختصار بنام

تفسیر فہم قرآن

(حصہ اول)

سورۃ فاتحہ تا سورۃ نساء

تالیف

ڈاکٹر مفتی عبد الواحد دامت برکاتہم العالیہ

مفتی جامعہ مدنیہ جدید لاہور

مجلس نشریات قرآن

[illegible]

واسطے اس لئے کافی نہیں کہ وہ ایک دوسرے ضروری جزء میں اتباع نہیں کرتے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے لئے بھی فرما گئے تھے یہ اس کو نہیں مانتے۔ لیکن یہاں اتباع کامل مراد ہی نہیں۔ اور منکرین سے مراد یہود ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے منکر ہیں۔

2- قیامت کے دن فیصلہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ کھلی آنکھوں سے دکھادیا جائے گا کہ کیا حق ہے اور کیا باطل ہے ورنہ دلائل سے تو اب بھی دنیا میں حق وباطل کے درمیان فیصلہ موجود ہے۔

ربط: اوپر آیت میں مذکور تھا کہ میں ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان قیامت کے روز فیصلہ کروں گا۔ اگلی آیت میں اس فیصلہ کا بیان ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ٘ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام نیک کئے سو ان کو پورا دے گا ان کے اجر اور اللہ پسند نہیں کرتے ظلم کرنے والوں کو۔

تفسیر: فیصلہ کی (تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ) ان اختلاف کرنے والوں میں سے (کافر تھے سو ان کو) ان کے کفر پر (سخت سزا دوں گا) دونوں ہی جہاں میں (دنیا میں بھی) کہ وہ تو ہو بھی چکی (اور آخرت میں بھی) کہ وہ باقی رہی (اور ان لوگوں کا کوئی حامی) مددگار (نہ ہوگا۔ اور جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے) ایمان اور نیک کاموں کے (ثواب دیں گے۔ اور) کفار کو سزا ملنے کی وجہ یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے) ایسے (ظلم کرنے والوں سے) جو خدا تعالیٰ یا پیغمبروں کے منکر ہوں یعنی چونکہ یہ ظلم عظیم ہے، معافی کے قابل نہیں، اس لئے اللہ کے شدید غصہ کے مستحق ہو کر سزا یاب ہوں گے۔

فائدہ: 1- یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کے فیصلہ کے بیان میں یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ میں دنیا و آخرت میں سزا دوں گا کیونکہ اس وقت دنیوی سزا تو نہیں ہو سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرب قیامت کا وہ زمانہ جس میں بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوں گی مثلاً دجال کا نکلنا اور تمام یہودیوں کا قتل کیا

جانا اس کو بھی قیامت کے فیصلہ میں شمار کر لیا ہے تو دنیا کی سزا وہ ہو گی جو قرب قیامت میں ہو گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور یہود کو چن چن کر ماریں گے کوئی یہودی جان نہ بچا سکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے اور نصاری کے باطل عقائد کی اصلاح کر کے تمام دنیا کو ایمان کے راستہ پر ڈال دیں گے۔ اس وقت بھی تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو کر مذہبی اختلافات مٹ مٹا کر ایک دین اسلام رہ جائے گا۔

2- کفار پر دنیا میں جو بھی مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں وہ محض سزا کے طور پر ہوتی ہیں جب کہ جو مسلمانوں پر آتی ہیں وہ یا تو آزمائش کے طور پر ہوتی ہیں یا گناہوں کے کفارے کے طور پر ہوتی ہیں۔

ربط: یہ قصہ یہاں تک ختم ہو گیا۔ آگے خارق عادت ہونے کی وجہ سے اس قصہ کے بتانے کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل بتاتے ہیں۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝۵۸

ترجمہ: یہ قصہ ہم پڑھ سناتے ہیں تم کو نشانیوں اور حکمت والے ذکر میں سے ہے۔

تفسیر: (یہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذکور قصہ (ہم تم کو) بذریعہ وحی کے (پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ) آپ کی نبوت کی (نشانیوں میں سے ہے حکمت آمیز مضامین میں سے ہے)

فائدہ: یعنی یہ قصہ فی نفسہ بھی علم و حکمت کی باتوں پر مشتمل ہے کیونکہ اس میں قدرت الٰہیہ اور دیگر علوم پر دلالت ہے اور آپ کے اعتبار سے بھی یہ آپ کے دعوائے نبوت کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ دیگر سابقہ قصوں کی طرح یہ قصہ بھی آپ کو کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہوا۔ تو ایسی حالت میں اس کی خبر دینا خارق عادت ہے جو دلائل نبوت میں سے ہے۔

ربط: جیسے شروع سورت میں نصاری کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی نفی پر دلائل قائم کئے تھے قصہ ختم ہونے کے بعد آگے پھر اسی مضمون کا بیان ہے۔ نصاری کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ ہونے کی وجہ سے ان کی الوہیت یا ان کے ابن اللہ ہونے کا شبہ ہوا اس لئے اس استدلال کا ناکافی ہونا بتاتے ہیں۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۶۰